نمبر ۱۰ | ۲۹ - ربیع الاول ۱۳۵۲ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ۲۱ رجولائی بروز جمعہ پالم پور سے بذریعہ موٹر ایک بجکر ۵ امینٹ پر قادیان رونق افروز ہوئے۔ حضور نے خطبہ جمعہ پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے طبیعت اچھی ہے ؛

افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ سید یامین شاہ صاحب برقوی مہاجر کا چندروز بعارضہ نمونیا بیمار رہنے کے بعد ۲۰ رجولائی کو انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ ۲۱ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے پڑھایا۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں ؛

مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل ایبٹ آباد تبلیغ کے لئے بھیجے گئے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہدایت کیلئے آخری راہ

(فرمودہ ۲۱ - جولائی ۱۹۰۳ء)

"ماموُر جب دُنیا میں اِصلاح اور اِشاعت ہدایت کے لئے آتے ہیں۔ تو وُہ ہر طرح سے سمجھاتے ہیں۔ آخری علاج اور راہ سختی بھی ہے۔ دُنیا میں بھی یہی طریق جاری ہے۔ کہ ابتدائً واولاً نرمی کے ساتھ سمجھایا جاتا ہے۔ پھر اس کی خوبیاں اور مفاد بتا کر شوق دلایا جاتا ہے۔ آخر جب کسی طرح نہیں مانتے۔ تو سختی ہوتی ہے۔ جیسے ماں ایک وقت بچہ کو مار سے ڈراتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسقدر طریق عقل تبلیغ اور ہدایت کی تجویز کر سکتی ہے۔ اختیار کئے یعنی اوّل ہر قسم کی نرمی سے۔ رفق صبر اور اخلاق سے عقلی دلائل اور معجزات سے کام لیا۔ اور آخر الامر جب ان لوگوں کی شرارتیں اور سختیاں حد سے گزر گئیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے پھر اسی رنگ میں ان پر حجت پوری کی۔ اور سختی سے کام لیا۔ یہی حال اب ہو رہا ہے ؛"

(الحکم ۱۰ - اگست ۱۹۰۳ء)

تبلیغی رپورٹیں

انگلستان میں تبلیغ اسلام

دارالتبلیغ لنڈن میں بہت بڑا اجتماع

مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے امام مسجد احمدیہ لنڈن ۷۔جولائی کے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اس ملک میں تبلیغ کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے۔ کہ لوگ ہماری باتیں سننے کے لئے تیار ہوں۔ اور اس غرض کے لئے جمع ہوں۔ ہائیڈ پارک کے لیکچروں کے علاوہ اس ملک میں بہت سی سوسائٹیاں مختلف اغراض کے لئے قائم ہیں۔ جو اپنے اپنے مقامات پر لیکچروں کا انتظام کرتی ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے لنڈن مشن کی طرف سے ایک سرکلر بھیجا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں بعض سوسائٹیاں مبلغین کو لیکچر کے لئے بلاتی ہیں۔ اور بعض دفعہ ہم دوسروں کے لیکچر کے وقت چلے جاتے ہیں۔ اور آخر میں سوال و جواب یا کچھ ریمارک کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ لیکن اس دفعہ میں نے ایک اور تجویز کی۔ اور وہ یہ کہ بعض سوسائٹیوں کو دعوت دی۔ کہ وہ ہمارے ہاں آئیں۔ چنانچہ ایک سوسائٹی اس پر آمادہ ہو گئی۔ اور گزشتہ ہفتہ کے دن اس کے ممبر یہاں آئے۔ ۸۰ کے قریب مرد اور عورتیں تھیں۔ جو عموماً مختلف دفاتر میں کام کرتی ہیں۔ چونکہ ہمارے لیکچر روم میں یہ سب لوگ نہیں آسکتے تھے۔ اس لئے باغ میں کرسیاں نکال کر رکھ دی گئیں۔ اور چار سے پانچ بجے شام تک میں نے اسلام اور احمدیت کے متعلق تقریر کی جس میں مختصراً توحید باریتعالیٰ۔ رسالت تکمیلِ شریعت۔ بعث مابعد الموت۔ نماز اور روزہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت انہیں سمجھائی۔ اور ساتھ ساتھ عیسائیت سے مقابلہ کرکے اسلام کی فضیلت کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ جس میں عورت کے درجہ کے سلسلہ میں تعدد ازدواج اور طلاق کے مسائل پر بھی کھول کر روشنی ڈالی گئی:۔

اس کے بعد چائے پلائی گئی۔ اور فرداً فرداً سوال و جواب ہوتے رہے۔ اکثر عورتوں نے پوچھا۔ کہ کیا عورت میں روح ہے؟ اور کیا عورت بھی بہشت میں جا سکتی ہے؟

چائے کے بعد اذان ہوئی۔ تا نماز عصر ادا کی جائے۔ اذان سنکر سب لوگ مسجد کے سامنے جمع ہو گئے۔ وہاں انہیں اذان کا مفہوم سمجھایا گیا۔ پھر سب جوتے اتار کر مسجد میں اس سادگی سے بیٹھ گئے۔ کہ گویا پیدائشی مسلمان ہیں۔ انہیں اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھ کر عجیب لطف آتا تھا۔ اور دل سے بے اختیار دعا نکلتی تھی کہ خدا انہیں اسلام کے نور سے منور کرے۔ نماز کے بعد انہیں مسجد کی غرض۔ اور نماز کا مفہوم سمجھایا گیا:۔

ان لوگوں میں رومن کیتھولک بھی تھے۔ پروٹسٹنٹ بھی۔ اور یہودی بھی۔ ہر اک نے مجھے الگ الگ کہا۔ کہ ہم سب نے بہت حظ اٹھایا ہے۔ اور ہم آپ کو مبارک باد دیتے ہیں۔ کہ آپ نے بغیر ہمارے احساسات کو صدمہ پہنچائے اسلام کے متعلق ایسی روشنی ڈالی ہے۔ جو ہمارے دل و دماغ میں ایک لمبے عرصہ تک قائم رہے گی:۔

سکرٹری نے ایک پونڈ مجھے پیش کیا۔ اس کی غرض یہ تھی۔ کہ ہمارا جو چائے وغیرہ پر خرچ ہوا ہے۔ اس میں وہ حصہ لیں لیکن میں نے کہا۔ اسلام نے مہمان نوازی کے متعلق جو تعلیم دی ہے۔ اس کے خلاف ہے۔ اس لئے افسوس میں قبول نہیں کر سکتا۔ اس نے اس کا اسی وقت اعلان کرکے میرا شکریہ ادا کیا۔ اور جاتے ہوئے پختہ وعدہ کیا۔ کہ وہ پھر بھی آئیں گے۔ چند ہفتہ تک وہ سب سیر کے لئے جا رہے ہیں۔ وہاں سے آکر وہ اگلے سال کا پروگرام بنائیں گے:۔

ہم نے اپنی کتابیں بھی نکال کر میز پر رکھدی تھیں۔ تا اگر کوئی چاہے تو خرید لے۔ چنانچہ ۱۵ شلنگ کی کتب فروخت ہوئیں۔ اور بعض کو مفت لٹریچر دیا گیا:۔

سکرٹری نے جا کر مجھے شکریہ کا خط لکھا۔ جس میں لکھتا ہے:۔

آپ کی کل بعد دوپہر والی مہربانیوں کا تحریری طور پر صدقدلانہ اعتراف کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سب ممبروں نے اسے نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے:۔

مسٹر اسمٰعیل صاحب۔ بابو عزیزالدین صاحب کے صاحبزادے عبدالعزیز اور مولوی عارف صاحب نے انتظام میں بہت امداد دی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

چندہ کشمیر کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا

تازہ ارشاد

موجودہ نازک وقت میں تحریک کشمیر کے لئے روپے کی اشد ضرورت ہے۔ ہر احمدی جماعت اور ہر احمدی فرد کا یہ فرض ہے۔ کہ اس طرف توجہ کرے۔ اس وقت کم و بیش تین ہزار روپیہ ماہوار کی ضرورت ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تمام جماعتیں ہر قسم کی سستی کو چھوڑ کر نہ صرف اپنے آدمیوں سے۔ بلکہ دوسروں سے بھی جو تحریک کشمیر کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہوں چندہ لینے میں پوری پوری کوشش اور تندہی سے کام لیں گی۔ تحریک کشمیر کے سلسلہ میں یہ ایک خاص وقت ہے اور خاص توجہ چاہتا ہے۔ فقط۔ والسلام۔

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

امتحان میں کامیابی

یہ خبر مسرت کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ قاضی عبدالرحیم صاحب شبلی بن جناب قاضی اکمل صاحب نے جو سیلی کالج آف کامرس لاہور میں داخل ہیں۔ بی کام کی فائینل ڈگری کے لئے انگریزی کا یونیورسٹی امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کیا ہے۔ اور صوبہ بھر میں اوّل رہے ہیں۔ مبارک ہو:۔

سیرت نبوی پر تقریریں

جماعت احمدیہ پشاور کے زیر اہتمام مسجد احمدیہ میں ۶۔جولائی کو بعد نماز مغرب زیرِ صدارت جناب گلاب خان صاحب جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں جناب مرزا اشرت علی صاحب و قاضی محمد یوسف صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ پشاور نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر نہایت دلچسپ اور پُراز معلومات تقاریر کیں۔ حاضرین نے جن میں چند ایک غیر احمدی معززین بھی شامل تھے۔ بہت پسند کیا۔

خاکسار احمد گل سکرٹری تبلیغ۔ پشاور:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

گاندھی جی کی درخواستِ ملاقات

اور

وائسرائے ہند کا انکار

درخواستِ ملاقات کے متعلق اعلان

گاندھی جی کی وائسرائے ہند سے ملاقات کی درخواست کرنے کی خبر کئی بار شائع ہوئی۔ لیکن ہر بار کانگرسی حلقوں کی طرف سے اس کی اس رنگ میں تردید کی جاتی رہی۔ کہ گویا یہ بات گاندھی جی کی شان کے خلاف ہے۔ کہ وہ وائسرائے سے ملاقات کی درخواست کریں۔ حتیٰ کہ پونا کی کانفرنس سے قبل جب ایسوشی ایٹڈ پریس نے اخبارات کو یہ خبر بھیجی۔ کہ گاندھی جی نے وائسرائے ہند سے ملاقات کی درخواست کی تھی۔ جو انہوں نے نامنظور کر دی ہے۔ تو اس کے متعلق یہ اعلان کیا گیا۔ کہ "ایسوشی ایٹڈ کی یہ اطلاع بالکل شر انگیز ہے۔ اور اس کا مقصد کانگرسی لیڈروں میں نفاق پیدا کرنا ہے"

گاندھی جی کا جواب

اس کے بعد جب گاندھی جی کانفرنس میں شرکت کے لئے پرن کٹی (پونا) سے نکلے۔ اور اخبارات کے نمائندوں نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ "کیا آپ وائسرائے سے ملاقات کریں گے" تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ کہ "میں وائسرائے سے ملاقات کرونگا یا نہ۔ اس سوال کا جواب وائسرائے سے پوچھئے"

کانگرسی اخبارات نے اس جواب کو نہایت فصیح و بلیغ قرار دیتے ہوئے اس کا جو مفہوم بیان کیا۔ وہ بالفاظ "پرتاپ" (۱۵ جولائی) یہ تھا کہ:-

"وائسرائے سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کا جواب بھی صاف ہے۔ وہ مساوی شرائط پر ملاقات کرنے۔ اور کانگرس سے باعزت صلح کرنے کو تیار نہیں۔ اس صورت میں مہاتما جی ان سے ملیں۔ تو کیونکر۔ صرف ان ہی کی خودداری کا تقاضا نہیں بلکہ تمام قوم کی خودداری کسی ایسی ملاقات کی اجازت دینے کو تیار نہیں جو ہندوستان کو دنیا کی نظروں میں گرا دے"

گویا بحالات موجودہ وائسرائے سے گاندھی جی کا ملاقات کی درخواست کرنا نہ صرف ان کی خودداری کے خلاف تھا۔ بلکہ تمام قوم کی مرضی اور منشاء کے بھی خلاف تھا۔ اور جن لوگوں نے گاندھی جی کو یہ مشورہ دیا۔ کہ وائسرائے سے ملاقات کر کے صلح کے متعلق سلسلہء جنبانی کی جائے۔ ان کے متعلق کہا گیا۔ کہ

"انہوں نے اپنے وطن کی بے عزتی کرائی۔ اور اس مہاتما کی بھی توہین کرائی۔ جسے وہ اپنا لیڈر سمجھتے ہیں"

گاندھی جی کو مشورہ

ایک طرف تو اس رنگ میں گاندھی جی کو وائسرائے ہند سے ملاقات کی درخواست کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی گئی۔ اور دوسری طرف انہیں بڑے زور اور بڑے اصرار کے ساتھ یہ مشورہ دیا تھا۔ کہ حکومت کی طرف سے کئی بار اعلان ہو چکا ہے۔ کہ کانگرس جب تک سول نافرمانی سے غیر مشروط طور پر دست بردار نہیں ہوتی۔ اس وقت تک صلح کی گفتگو کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا۔ تو ملاقات کی درخواست کرنا بالکل فضول ہے۔ چنانچہ مدراس کے ایک مشہور لیڈر مسٹر ستیہ مورتی نے گاندھی جی کو لکھا کہ "وائسرائے کے ساتھ ملاقات کی اجازت طلب کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ اس سے سوائے تذلیل کے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا" (ملاپ ۱۲ جولائی)

ملاقات کی درخواست

لیکن گاندھی جی نے نہ تو حکومت کے اعلانات کو پیش نظر رکھا۔ اور نہ اپنے ہوا خواہوں کی تحریروں اور مشوروں کی پروا کی۔ اور وائسرائے ہند سے ملاقات کی درخواست کر ہی دی۔ اب چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ وہی کانگرسی جو ملاقات کرنے کی درخواست کی خبر کو شر آمیز اور اس کا مقصد کانگرسی لیڈروں میں نفاق پیدا کرنا قرار دیتے۔ نیز اسے تمام قوم کی توہین سمجھتے تھے۔ گاندھی جی کی درخواست کے خلاف آواز اٹھاتے۔ اور اس توہین کو کسی صورت میں بھی برداشت نہ کرتے۔ مگر انہوں نے یہ کہکر اپنا دل خوش کرنے کی کوشش کی۔ کہ "گورنمنٹ ملاقات کی درخواست رد کرنے کی بے وقوفی کا اعادہ نہیں کرے گی" لیکن آخر کار وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وائسرائے ہند نے گاندھی جی کی درخواست ملاقات کو رد کر دیا۔ گاندھی جی نے جن الفاظ میں درخواست ملاقات کی۔ وہ یہ تھے۔ کہ "کیا ہز ایکسیلنسی مجھے ملاقات کی اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ تاکہ صلح کے امکانات دریافت کئے جائیں"

عجیب رویہ

پونا کانفرنس کے معاً بعد اس قسم کا تار بھیجنا حیرت انگیز امر تھا۔ کیونکہ کانفرنس میں گاندھی جی نے اپنا سارا زور سول نافرمانی کی تحریک کو جاری رکھنے پر صرف کیا۔ اور یہاں تک کہدیا کہ "سول نافرمانی بند نہیں ہو سکتی۔ اس کا بند کرنا قومی شکست کے مترادف ہے۔ میرے یہ خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ کہ اس تحریک کا مناسب اور پورا تجربہ نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ یہ سوراجیہ حاصل کرنے کے لئے شروع کی گئی تھی۔ جب تک سوراجیہ حاصل نہ ہو جائے۔ اسے جاری رکھنا ہی پڑے گا" (ریاست ۱۷ جولائی)

لیکن وائسرائے کے نام اپنے تار میں صلح کا راگ گانا شروع کر دیا۔ اس صورت میں صلح کے امکانات دریافت کرنا ایک ناممکن الحصول بات کے پیچھے پڑنا نہیں۔ تو اور کیا تھا۔ اور گاندھی جی کو اگر اپنی مصلحتیں ایسی روش اختیار کرنے پر مجبور کر سکتی ہیں تو حکومت کے متعلق یہ خیال نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ بھی اسے کسی قسم کی وقعت دینے کے لئے تیار ہو سکتی ہے۔

وائسرائے کا انکار

چنانچہ وائسرائے ہند نے گاندھی جی کو جواب دیتے ہوئے لکھدیا۔ کہ

"حکومت کی پوزیشن یہ ہے۔ کہ سول نافرمانی قطعی غیر آئینی ہے۔ اور اس کی موجودگی میں کوئی مصالحت نہیں ہو سکتی۔ اور حکومت اس کے واپس لینے کے متعلق کوئی گفت و شنید شروع نہیں کر سکتی۔ وزیر ہند نے ۲۹ اپریل ۱۹۳۲ء کو دار العوام میں بیان کیا تھا۔ کہ کانگرس کے ساتھ اس کے تعاون کی شرط پر کوئی سودا نہیں کیا جا سکتا۔ حکومت بعد ازاں متعدد اعلانات میں اپنی پوزیشن پر متواتر قائم رہی ہے۔ اگر کانگرس ایک آئینی جماعت کے طور پر اپنی پوزیشن بحال کرنا چاہتی ہے۔ اور ایک ایسی تحریک کا خاتمہ کرنے کی خواہش مند ہے۔ جو ملک کے لئے شدید نقصانات اور مصائب کا باعث ہوئی ہے۔ تو اس کے لئے رستہ کھلا ہے جیسا کہ ہمیشہ کھلا رہا ہے۔ یہ بات کانگرس کے اختیار میں ہے۔ کہ خود بخود سول نافرمانی واپس لے کر امن کو بحال کرے۔ لیکن چونکہ کانگرس

یہ بات کرنے کے لئے آمادہ نہیں۔ اس لئے ہز ایکسی لنسی سے ملاقات کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا"

گاندھی جی کا اصرار

جواب بالکل صاف تھا۔ اور اس میں بتا دیا گیا تھا۔ کہ کانگرس کو پہلے سول نافرمانی واپس لینے کا اعلان کرنا چاہیئے۔ اور پھر مصالحت کے لئے ہاتھ بڑھانا چاہیئے۔ لیکن گاندھی جی نے اصل بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پھر درخواست کی کہ ملاقات کی اجازت دی جائے۔ اور لکھا کہ

"اگر مجھے ملاقات کا موقعہ دیا جائے۔ تو میں یہ ثابت کرسکتا ہوں کہ پونا کانفرنس کی کارروائی کی مجموعی حیثیت کا رجحان یہی ہے کہ ایک باعزت سمجھوتے کا بندوبست کیا جائے"

وائسرائے کا مکرر انکار

ظاہر ہے۔ کہ آئی سی بات حکومت کو مطمئن نہیں کرسکتی تھی۔ اس لئے وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری نے گاندھی جی کو لکھا کہ

"ہز ایکسی لنسی کا یہ خیال ہے۔ کہ حکومت کی پوزیشن بالکل صاف ہے۔ یعنی یہ کہ سول نافرمانی کا مقصد یہ ہے۔ کہ حکومت کو غیر آئینی حرکات کے ذریعہ سے دبایا جائے۔ لہذا یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ حکومت کسی ایسی ایسوسی ایشن کے نمائندے سے گفت و شنید کرے گی جس نے اس قسم کی تحریک کو ترک نہ کیا ہو"

انکار میں معقولیت

وائسرائے کا یہ جواب اپنے اندر جس قدر معقولیت رکھتا ہے اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کانگرس کا شیدائی اخبار "پرتاپ" (۱۹ جولائی) اس جواب کو نقل کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"رائے یہی ہے کہ ملاقات اس وقت تک لاحاصل ہے۔ جب تک یا تو کانگرس اپنے مطالبہ سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہ ہو یا گورنمنٹ آگے کھسکے کو۔ اس وقت ان دونوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ گاندھی اور ولنگڈن کی ملاقات ان دونوں کو ایک نقطہ پر نہیں لاسکتی"

کانگرسی کیا کریں؟

جب صورت حالات یہ ہے۔ تو کانگرسیوں کو وائسرائے صاحب کے جواب پر چیں بجبیں نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ گاندھی جی کے متعلق اظہار رنج والم کرنا چاہیئے۔ جنہوں نے باوجود یہ معلوم ہونے کے کہ حکومت سول نافرمانی ترک کرنے سے قبل مصالحت کی گفتگو کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور پھر خود سول نافرمانی جاری رکھنے پر زور دیتے ہوئے ملاقات کی درخواست کی۔

گاندھی جی کو کیا کرنا چاہیئے؟

گاندھی جی اگر نیک نیتی سے سول نافرمانی کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ ملک اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہے۔ تو حکومت کی طرف سے کلیتہً بے نیاز ہوکر اس پر عمل کرائیں۔ لیکن اگر اس کے ذریعہ کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اور خود کانگرس کا ایک بڑا حصہ اسے ناقابل عمل۔ اور نقصان رساں یقین کر رہا ہے۔ اور اسے ترک کرنے پر زور دے رہا ہے تو پھر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ کسی کی نہیں سنتے۔ بلکہ جو چاہتے ہیں۔ وہی کرتے ہیں ہندوستان کے لئے مزید سامان مصائب پیدا نہ کریں۔ بلکہ کھلے طور پر سول نافرمانی کی تحریک کو واپس لے لیں۔ بہرحال کوئی معقول صورت اختیار کریں۔

گاندھی جی ملاقات کے وقت کیا کرتے

کہا جاتا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ گاندھی جی کو اگر ملاقات کرنے کا موقعہ دیا جاتا۔ تو وہ ایسی تجاویز پیش کرتے۔ جو حکومت بخوشی منظور کرلیتی۔ چنانچہ "ملاپ" (۱۹ جولائی) لکھتا ہے۔

"آخر لارڈ ولنگڈن کو ملاقات کرنے میں کیا برائی نظر آتی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ مہاتما جی کانگرس کی طرف سے کونسی تجاویز پیش کریں گے۔ ممکن ہے۔ یہ تجاویز ایسی ہوں۔ کہ گورنمنٹ کے لئے ان کی منظوری کے راستہ میں کوئی امر حائل نہ ہو"

اگر اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ گاندھی جی سول نافرمانی کی تحریک کو کانگرس کے جلسہ میں ترک کرنے کی بجائے وائسرائے کے سامنے ختم کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ تو ہمارے نزدیک انہیں فرور اس کے لئے موقعہ ملنا چاہیئے۔ لیکن آخر یہ خیال کرنے کے لئے کوئی قرینہ بھی تو ہونا چاہیئے۔

اب کیا ہوگا

بہرحال وائسرائے ہند نے گاندھی جی کو ملاقات کی اجازت نہ دے کر ایسی صورت پیدا کردی ہے۔ کہ اب یا تو کانگرس سول نافرمانی ترک کرکے آئینی رنگ اختیار کرے گی۔ یا پھر آزمودہ را آزمودن کی مصداق بن کر اپنی رہی سہی وقعت بھی کھو بیٹھے گی۔ کیونکہ ہندوستان بحیثیت مجموعی سول نافرمانی سے تنگ آچکا ہے۔ اور تو اور خود کانگرس میں اس کے متعلق اختلاف پیدا ہوچکا ہے۔ پونا کانفرنس میں ہی ایک دن تو یہ حالت نظر آئی۔ کہ دو ایک کے سوائے باقی سب اصحاب سول نافرمانی واپس لینے کے حق میں تھے۔ اور ان کا خیال تھا۔ کہ تحریک کی واپسی کو اس امر سے کوئی تعلق نہ ہونا چاہیئے۔ کہ حکومت سیاسی قیدیوں کو رہا کرتی ہے۔ جو لوگ اس حد تک سول نافرمانی سے متنفر ہوچکے ہوں۔ وہ اگر گاندھی جی کی خاطر ایک موقعہ پر خموش بھی ہوجائیں۔ تو یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ وہ سول نافرمانی میں سرگرمی سے حصہ لے سکیں گے۔ ان حالات میں جو نتیجہ نکل سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اور اگر گاندھی جی اپنی ہٹ پر قائم رہے۔ تو بہت جلد یہ نتیجہ رونما ہوجائے گا۔

یہود اور عیسائیوں میں عداوت

یہود اور نصاریٰ کی باہمی عداوت کا قرآن کریم نے وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیٰمۃ۔ کہ ہم نے یہود اور نصاریٰ کے درمیان ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ایسی عداوت اور بغض ڈال دیا ہے۔ جو قیامت تک چلا جائیگا یعنی کبھی اس کا خاتمہ نہ ہوگا۔

اب جبکہ مذہبی اختلافات کی بناء پر کسی سے بغض و عداوت رکھنا یورپ کے نزدیک نہایت تنگ خیالی ہے۔ اس وقت بھی یہود و نصاریٰ کی وہی حالت ہے۔ جس کا خدا تعالیٰ کے کلام میں ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ جرمنی کا موجودہ ڈکٹیٹر ہٹلر اپنی زندگی کے واقعات کا ذکر کرتا ہوا۔ اور یہودیوں کو گشتنی و گردن زدنی قرار دیتا ہوا لکھتا ہے:۔

"میرے دل میں یہ خیال تک نہ تھا۔ کہ اس قسم کا بغض و عناد یہودیوں کے دلوں میں موجود ہے۔ جو ان کی عادت ثانیہ بن گیا ہے"۔ (پرتاپ ۹ جولائی)

یہ ایک بہت بڑے ذمہ دار شخص کے ذاتی تجربہ کا نتیجہ ہے۔ اور قرآن کریم نے یہود و نصاریٰ کی حالت کا جو نقشہ پیش کیا ہے اس کی پوری پوری تصدیق۔

بیواؤں کے متعلق آریوں کو مشورہ

ہندو بیواؤں پر چونکہ حد سے زیادہ سختی کی جاتی ہے۔ اتنی سختی کہ اخبار "پرتاپ" (۲۰ جون) بھی یہ لکھنے پر مجبور ہوگیا۔ کہ "ودھوا ہونا ایک ناقابل معافی جرم سمجھا جاتا ہے۔ وہ ودھوا کیا ہوتی ہے۔ سوسائٹی کی طرف سے انسانیت کے سلوک کی مستحق نہیں رہتی۔ ان پر وہ وہ سختیاں کی جاتی ہیں۔ کہ سنکر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ انہیں دنیا میں کوئی امید کی شعاع نظر نہیں آتی"۔ اس وجہ سے جن میں کچھ جرأت اور حوصلہ پایا جاتا ہے۔ وہ ہندو دھرم اور ہندو سوسائٹی کو ترک کرنے پر مجبور ہوجاتی ہیں۔

ایسی عورتوں کے متعلق جہاں "پرتاپ" نے ہندوؤں کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ "ہندو ودھواؤں کی حالت کو بہتر بنائیں"۔ وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ "قانون اور سوسائٹی کی نگاہ میں ایک ولدالحرام لڑکا نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن اسکی ماتا نے کمزوری کے لمحہ میں کوئی پاپ کیا۔ تو اسکی سزا اسے کیوں ملے۔ اس لئے ایسے بچوں کی حفاظت کا بھی سوسائٹی کی طرف سے انتظام ہونا چاہیئے"۔

ممکن ہے۔ آریہ صاحبان اپنی تعداد بڑھانے کے خیال سے ایسے بچوں کی حفاظت کا بھی باقاعدہ انتظام کرنا ضروری سمجھیں۔ جو ولدالحرام ہوں اور ہمارے ہمدردانہ مشورہ پر غور کرنے کے لئے تیار نہ ہوں لیکن ہم انسانی اور اخلاقی لحاظ سے ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ان کی خدمت میں عرض کردیں۔ اس قسم کے انتظام سے ہندو بیواؤں کی حالت اور بھی زیادہ افسوسناک ہوجائیگی۔ اگر انہیں یہ معلوم ہوگیا۔ کہ ان کی ناجائز اولاد کو سنبھالنے اور اس کی پرورش کرنیوالے موجود ہیں۔ تو وہ بہت زیادہ اخلاقی گراوٹ کا شکار ہوجایا کرینگی۔ اس خرابی کو دور کرنے کا بہترین طریق یہی ہے۔ کہ بیواؤں کی دوبارہ شادی کرادیجائے۔ گو نہ ہندو دھرم اسکی اجازت دیتا ہے۔ اور نہ بانی آریہ سماج نے [illegible]

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

ختم نبوّت اور ائمۂ سلف

آخر الانبیاء کا حقیقی مفہوم

ایک دہلوی کا اعتراض

دہلی کے ایک صاحب زین العابدین نے "آخری نبی اور آخری امت" کے عنوان سے ایک چھوٹا سا اشتہار شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ "صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین سے اب تک تمام علماء و فضلاء بیان کرتے رہے۔ کہ خاتم النبیینؐ کے معنے یہ ہیں۔ کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلسلۂ نبوت کو ختم و بند کر دیا۔ اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ مرزا جی تمام متقدمین و متاخرین کے خلاف خاتم النبیینؐ کے معنے کرتے ہیں۔ کہ آپ کی مہر سے نبی بنتے ہیں۔ جیسا کہ میں نبی بن گیا۔ مرزا جی کے یہ معنے بالکل غلط ہیں"؎

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

مگر یہ صریحاً غلط ہے۔ کہ صحابہ کرام سے اب تک تمام علماء و فضلاء خاتم النبیین کے یہ معنے کرتے رہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت بند ہو چکا ہے۔ بعد میں آنے والوں نے دیگر غلطیوں کی طرح اگر اس بارے میں بھی غلطی کھائی تو اور بات ہے۔ مگر صحابہ کرام یہ معنے کس طرح کر سکتے تھے۔ جبکہ ان کے خلاف رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ان کے سامنے تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ لو عاش ابراھیم لکان نبیا۔ یعنے اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا۔ تو نبی ہوتا۔ ایک دوسری حدیث میں یوں آیا ہے۔ کہ ان لہ مرضعاً فی الجنۃ ولو عاش لکان صدیقاً نبیاً۔ (رواہ ابن ماجہ عن ابن عباس) اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک آپ کے بعد بھی نبی آ سکتا ہے۔ جن صحابہ کے کانوں میں یہ مقدس الفاظ پڑ چکے تھے۔ وہ کس طرح خیال کر سکتے تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت بند ہو چکا ہے؎

اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کے بعد کوئی اور شہادت پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ تاہم اتمام حجت کے لئے ہم بعض اور "متقدمین و متاخرین" کی تحریرات پیش کرتے ہیں۔ جن سے یہ امر بھی واضح ہو جائے گا۔ کہ کس قسم کی نبوت امت محمدیہ میں جاری ہے؎

حضرت عائشہؓ کی شہادت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی شہادت پیش کی جاتی ہے جس سے معترض کے اس قول کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین خاتم النبیینؐ کے یہ معنے کرتے رہے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلسلہ نبوت کو ختم و بند کر دیا۔ بخوبی تردید ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ یعنے یہ تو کہو۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر یہ نہ کہو۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ گویا آپ نے بالوضاحت فرما دیا۔ کہ خاتم الانبیاء کے یہ معنے ہرگز نہیں۔ کہ آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ بالکل مسدود ہو گیا ہے اور ظاہر ہے۔ کہ اس قدر جلیل القدر اور بلند مرتبت صحابیہ کی شہادت بہت بڑا رتبہ رکھتی ہے۔ اور ایک عقلمند اور غور و فکر کرنے والا شخص اس سے کافی ہدایت حاصل کر سکتا ہے؎

ملا علی قاری کی شہادت

اس حدیث کی تشریح میں ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ کہ

لو عاش ابراھیم وصار نبیا وکذا لو صار عمر نبیا لکان من اتباعہ علیہ السلام .... فلا یناقض قولہ تعالےٰ خاتم النبیینؐ۔ اذ المعنی انہ لا یاتی نبی بعدہ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ (موضوعات ص۵۹) یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتے۔ اور نبی ہو جاتے۔ اور ایسا ہی اگر حضرت عمرؓ بھی نبی ہوتے۔ تو دونوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعداروں میں سے ہوتے۔ پس یہ اللہ کے قول خاتم النبیین کے نقیض نہ ہوتا۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا۔ جو آپ کی ملت کو منسوخ کرنے والا ہو۔ اور آپ کی امت میں سے نہ ہو؎

گویا ملا علی قاری کے نزدیک بھی خاتم النبیین کے معنے وہی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے۔ نہ کہ وہ جو مخالفین کرتے ہیں؎

حضرت امام محمد طاہر کی شہادت

حضرت امام محمد طاہر جو مسلمہ طور پر محدث سمجھے جاتے ہیں فرماتے ہیں۔ کہ ھذا ناظر الیٰ نزول عیسیٰ وھذا ایضاً لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ (مجمع البحار تکملہ ص۸۵) یعنے حضرت ام المومنین صدیقہ نے یہ قول مسیح موعود نبی اللہ کی آمد کو مدنظر رکھ کر فرمایا ہے اور عیسےٰ نبی اللہ کا نزول حدیث لا نبی بعدی کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ لا نبی بعدی کا منشاء یہ ہے۔ کہ کوئی ایسا نبی جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو۔ آپ کے بعد نہ ہو گا؎

امام شعرانی کی شہادت

امام شعرانی کا قول ہے۔ کہ قولہ صلعم لا نبی بعدی ولا رسول المراد بہ لا مشرع بعدی (الیواقیت والجواہر جلد۲ ص۲۱) یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول کہ میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ کوئی شریعت لانے والا نبی آپ کے بعد نہ ہو گا؎

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی شہادت

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ایک بڑے بزرگ اور اپنے زمانہ کے مجدد ہوئے ہیں۔ تفہیمات الٰہیہ تفہیم ۵۳ میں فرماتے ہیں۔ کہ ختم بہ النبیون ای لا یوجد من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نبی ختم کر دیئے گئے۔ یعنی اب کوئی ایسا نبی نہ ہو گا۔ جسے خدا تعالےٰ شریعت کے ساتھ لوگوں کی طرف مامور فرمائے۔

حضرت محی الدین ابن العربی کی شہادت

آپ فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ فان الرسالۃ والنبوۃ بالتشریع قد انقطعت فلا رسول بعدہ ولا نبی ای لا مشرع ولا شریعۃ وان عیسیٰ اذا نزل ما یحکم الا بشریعۃ محمد وھو خاتم الاولیاء یعنے تشریعی نبوت و رسالت بے شک ختم ہو چکی۔ پس کوئی رسول آپ کے بعد نہیں۔ اور نہ کوئی نبی یعنے کوئی صاحب شریعت نبی اور شریعت کوئی نہیں۔ اور حضرت عیسےٰ جب نازل ہوں گے۔ تو وہ حکم نہیں کریں گے۔ مگر ساتھ شریعت محمدیہ کے اور وہ خاتم الاولیاء ہوں گے؎

حضرت مرزا جانجاناںؒ کی شہادت

آپ فرماتے ہیں۔ کہ ہیچ کمال غیر از نبوت بالاصالت ختم نہ گردیدہ واز مبداء فیاض بخل و دریغ ممکن نیست۔ یعنی بجز بالاصالت نبوت کے (جسے دوسرے لفظوں میں نبوت مستقلہ کہتے ہیں) کوئی کمال

ختم نہیں ہوا۔ اور ممکن نہیں۔ کہ خدا ظلی طور پر کمالات نبوت کو بند کر دے۔ کیونکہ اس مبداء فیاض میں بخل و دریغ جائز ہی نہیں ؎

سید عبدالکریم جیلی کی شہادت

سید صاحب فرماتے ہیں۔ تشریعی نبوت کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد منقطع ہوگیا۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیینؐ ٹھہرے ؎ (خزینۃ التصوف ترجمہ الانسان الکامل باب ۳۶ صفحہ ۱۷۲)

بانی مدرسہ دیوبند کی شہادت

مولانا مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے لکھا ہے۔ کہ اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا۔ تو ---- اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر المومنین صہ ۲۵)

اعتراض کا رد

اگرچہ اور بھی ایسی شہادات ہیں جن سے ہمارے دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے۔ لیکن بخوف طوالت ہم انہیں نظر انداز کرتے ہوئے انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان سے بخوبی اس امر کی وضاحت ہوتی ہے۔ کہ کسی کا یہ کہنا ہرگز درست نہیں۔ کہ "صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام علماء وفضلاء بیان کرتے رہے۔ کہ خاتم النبیینؐ کے معنی یہ ہیں۔ کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلہ نبوت کو ختم و بند کردیا۔ کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا"۔ اور یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ خاتم النبیین کے جو معنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کرتی ہے۔ متقدمین ومتاخرین میں سے اکابر علماء نے بھی وہی معنے کئے ہیں ؎

آخر الانبیاء اور آخر الامم

معترض صاحب پھر لکھتے ہیں۔ "خود سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خاتم النبیین کے معنی اس طرح بیان فرمائے ہیں انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (ابن ماجہ صہ ۳۰۴) یعنے میں تمام نبیوں کے آخر میں آیا ہوں۔ اور تم تمام امتوں کے آخر ہو۔ مطلب میں آخری نبی ہوں۔ اور تم آخری امت ہو۔ پس معلوم ہوگیا۔ کہ مرزا جی نے اپنے دعویٰ نبوت کے واسطے یہ غلط معنے آیت قرآنی کے کئے" ؎

آخر الانبیاء کے معنے

گویا معترض کے نزدیک اس حدیث میں امت محمدیہ میں امکان نبوت کی نفی ہوتی ہے۔ لیکن یہ درست نہیں۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو شریعت محمدیہ کو منسوخ کرکے نئی شریعت قائم کرے۔ اور کسی نئی امت کا بانی ہو۔ ورنہ جو امت محمدیہ کا ایک فرد اور امتی ہو۔ اس کی ممانعت اس سے نہیں نکل سکتی۔

آخر الانبیاء و آخر المساجد

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ انا آخر الانبیاء و مسجدی آخر المساجد یعنے میں آخری نبی ہوں۔ اور میری مسجد مسجدوں میں سے آخری ہے۔ اب اگر مسجدی آخر المساجد کے بھی وہی معنے لئے جائیں۔ جو ہمارے مخالف آخر الانبیاء کے لیتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ مسجد نبوی کے بعد کوئی مسجد نہیں بن سکتی۔ مگر یہ بات ناقابل قبول ہے۔ دنیا میں لاتعداد مساجد بعد کی بنی ہوئی موجود ہیں اور نئی مساجد تعمیر ہوتی رہتی ہیں۔ پس لازماً اس کے یہی معنے ہوں گے۔ کہ بلحاظ شان وعظمت اور بزرگی مسجد نبویؐ کے پایہ کی کوئی اور مسجد نہیں ہوگی۔ اور جب آخر المساجد کے یہ معنی کئے جائیں گے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اس سے ملحقہ جملہ کا مطلب اسی رنگ میں نہ لیا جائے۔ اور اس طرح یہ معنے ہوں گے۔ کہ جس طرح مسجد نبویؐ کے پایہ اور مرتبہ کی کوئی اور مسجد اس کے بعد نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پایہ و مرتبہ اور عظمت وشان کا کوئی نبی آپ کے بعد نہیں ہوسکتا۔ ہاں آپ کی غلامی میں نبوت مل سکتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف ایسی نبوت کا سلسلہ منقطع ہے۔ جو شریعت محمدیہ کو منسوخ کرنے والی ہو۔ اور صرف ایسے نبی کی آمد ممنوع ہے جو کوئی نئی امت قائم کرنے والا ہو۔ ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں نبوت حاصل کرنا۔ اور امتی نبی ہونا کسی دلیل سے منع ثابت نہیں ؎

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر گالیوں کا الزام

مخالفین کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں سے بعض فقرات پیش کرکے کہا جاتا ہے۔ کہ آپ نے اپنے مخالفین کو گالیاں دی ہیں۔ حالانکہ ان فقرات کے سیاق وسباق کو دیکھنے اور یہ معلوم کرنے کے بعد کہ وہ کیسے لوگوں کے متعلق انکی کن حرکات کی وجہ سے لکھے گئے۔ گالیاں نہیں۔ بلکہ اظہار حقیقت ثابت ہوتے ہیں۔ اسی قسم کے بعض فقرات کی تشریح ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ (۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قطعاً کوئی گالی نہیں دی۔ انوار الاسلام کی عبارت صہ ۳۰ میں آپ نے ولد الحرام کی تشریح کردی ہے۔ کہ اس سے مراد زنا سے پیدا شدہ اولاد نہیں۔ بلکہ سیدھی راہ کو چھوڑنے والا اور شرارت وعناد سے کام لینے والا۔ بکواس کرنے والا گالیاں دینے والا۔ اور انصاف کی راہ کو جان بوجھ کر چھوڑنے والا ہے

(ب) آئینہ کمالات اسلام صہ ۵۴۷ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی کو "رنڈیوں کی اولاد" قرار نہیں دیا۔ یہ عربی عبارت کا غلط ترجمہ کیا گیا ہے ذریۃ البغایا کا ترجمہ ہے "ہدایت سے دور" (تاج العروس لغت کی کتاب) اگر کوئی خواہ مخواہ اس کا ترجمہ حرامزادہ کرکے اس کو اپنے اوپر چسپاں کرے۔ تو اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا دخل۔ (ج) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالف "علماء" کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے "بدذات" قرار دیا ہے۔ علماء ھم شر من تحت ادیم السماء (مشکوٰۃ صہ ۳۸) کہ وہ علماء آسمانی چھت کے نیچے بد سے بدتر مخلوق ہوں گے۔ اگر زمین پر "بدذات" اور "حرامزادے" آباد ہیں۔ اور ضرور آباد ہیں۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شر ھم" کہ علماء ان سے بھی بدتر ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث کا نرم سا ترجمہ (بدذات) کیا ہے۔ (د) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نجم الہدیٰ صہ ۱۰ پر اپنے "مخالفوں" کو سور اور کتیا نہیں فرمایا۔ بلکہ ان دشمنوں کو جو آپ کو گالیاں دیتے تھے۔ حضور نے ان سے تشبیہ دی ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے خدا کے نبی کو "حرامزادہ" کے لقب سے ملقب کیا۔ (دیکھو اعلان الحق و اتمام الحجہ صہ ۳۰) لعنۃ اللہ علیٰ قائلہٖ (خادم) (ر) سعد اللہ لدھیانوی ہندو زادہ تھا۔ اور بجا طور پر "نیوگ" کا نتیجہ تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو گالیاں دیں۔ اس کا کچھ نمونہ خود حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب کتاب البریہ صہ ۱۲۲ پر درج فرمایا ہے۔ چنانچہ اس کی صرف ایک نظم نظم حقانی مسمی بہ سرائر کادیانی ۲۳ شعبان ۱۳۱۳ھ میں خدا کے نبی کے متعلق "روسیاہ۔ بیشرم۔ احمق۔ کاذب۔ بھانڈ۔ یاوہ گو۔ غبی۔ بدمعاش۔ لالچی۔ جھوٹا کافر۔ دجالی حمار" وغیرہ وغیرہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ لعنۃ اللہ علیٰ من سب نبی اللہ۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ وہ نرم سے نرم تر ہے۔ نیز اس کا حسب نسب بھی طور پر مشکوک تھا۔ اور اس کے وہی "چار گواہ" ہیں۔ جو "زنیم" کے گواہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق پیشگوئی فرمائی۔ کہ (۱) وہ ابتر رہیگا۔ (۲) وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مریگا (۳) وہ طاعون سے مریگا (انجام آتھم صہ ۲۸۲) چنانچہ وہ جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں طاعون پلیگ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ابتر مرا۔ آپ نے اس کے متعلق چار باتیں لکھی تھیں۔ ایک اس کے ماضی کے متعلق تھی۔ یعنی یہ کہ وہ حرامزادہ ہے۔ اور تین اس کے مستقبل کے متعلق مستقبل نے ان تینوں باتوں کی تصدیق کرکے خدا کے نبی کی صداقت پر مہر ثبت کردی۔ اور اہل انصاف کے لئے چوتھی بات کا حق ہونا بھی محقق کردیا۔ سعد اللہ لدھیانوی ایسا بدزبان تھا۔ کہ جناب ڈاکٹر سر محمد اقبال نے بھی اس کے متعلق ایک نظم لکھی تھی۔ جسمیں لکھا تھا۔

واہ سعدی دیکھ لی گندہ دہانی آپکی ؎ خوب ہوگی مہتروں میں قدردانی آپکی
آپکے اشعار موتی ہیں مگر ہیں "کے بغیر" ؎ "گوہر" یہ راز جھڑتے ہیں بس زبانی آپکی

(آئینہ حق نما) پس قرآن مجید کے حوالوں سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ اظہار واقعہ کا نام گالی نہیں ہوتا۔ خواہ اس میں الحق مر کے ماتحت کسی قدر تلخی موجود ہو۔ جھوٹا ہے وہ جو کہے کہ خدا کے برگزیدہ نبیوں نے اپنے مخالفوں کو گالیاں دیں۔ ان کے سخت الفاظ آئینہ دار حقیقت تھے۔ جن میں مخالفین کی اندرونی شکلوں کو بے نقاب کیا گیا تھا۔ اس لئے ہم ایسے الفاظ کو گالی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ گالی دینے اور اظہار واقعہ میں فرق ہے۔ بگا[illegible] اس میں فرق نہیں کرتا۔ (ملک عبد الرحمن خادم بی۔اے)

مولوی ثناء اللہ صاحب کے دو اعتراضوں کے جواب

مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اونٹوں کا بیکار ہونا

قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں مسیح موعود کے زمانہ کی ایک یہ علامت بھی بیان کی گئی ہے۔ کہ اس وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ جلدی جانے یا کسی چیز کو پہنچانے کے لئے بوجہ دوسری تیز رفتار سواریاں پیدا ہو جانے کے اونٹوں سے کام نہیں لیا جائے گا۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ واذا العشار عطلت (سورہ تکویر ع ۱) اور حدیث نبوی ہے۔ ولیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا (مسلم شریف) یہ علامت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایسی صفائی سے پوری ہوئی۔ کہ کوئی انصاف پسند شخص انکار نہیں کر سکتا۔

اہلحدیث کا اعتراض

مگر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں اس کا انکار کرتے ہوئے اہلحدیث ۳۱ مارچ ۱۹۳۳ء میں لکھتے ہیں " مرزا صاحب نے کئی مقامات پر لکھا ہے۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ یعنی اونٹوں پر سواری اور بوجھ برداری نہ ہو گی دلیل اس پر یہ آیت لکھی ہے۔ و اذا العشار عطلت۔ جب سخی سرور کے عرس میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں اونٹ جا رہے ہیں۔ تو بیکار کیسے ہوئے۔ پس اونٹوں کے مشغول کار ہونے سے ثابت ہوا۔ کہ . . . مرزا صاحب مسیح موعود نہ تھے۔"

غلط اعتراض

مولوی صاحب کے اس اعتراض سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اونٹوں کے بے کار ہونے کا یہ مفہوم سمجھ رکھا ہے کہ وہ قطعی طور پر کسی کام کے نہ رہیں گے۔ حالانکہ یہ مفہوم اگر صحیح تسلیم کیا جائے۔ تو دو محظور لازم آئینگے۔ اول یہ کہ اس صورت میں تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ خدا تعالےٰ اونٹوں کو بیکار چیز پیدا کرتا چلا جائیگا۔ جو لغو فعل ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی صفت حکیم کے خلاف ہے۔ دوئم یہ کہ قرآن مجید میں جو آیا ہے ربنا ما خلقت ھذا باطلاً۔ یعنی دنیا میں کوئی چیز بیکار اور بے فائدہ نہیں۔ اس کی تکذیب لازم آتی ہے۔ پس اونٹوں کے بے کار ہونے کا جو مفہوم مولوی صاحب نے سمجھ رکھا ہے وہ ہرگز درست نہیں۔

اصل مفہوم

اصل مفہوم اس حدیث اور قرآنی آیت کا یہ ہے کہ ان میں اس امر کی پیشگوئی کی گئی ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں تیز رفتار سواریاں پیدا ہو جائیں گی۔ اور جس علاقہ میں وہ رائج ہو جائیں گی۔ اس میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جلدی جانے یا کسی چیز کو جلدی پہنچانے کے لئے اونٹوں پر سواری اور بار برداری کو ترک کر دیا جائے گا اور ان کی بجائے نو ایجاد تیز رفتار سواریوں سے کام لیا جائے گا۔ حدیث میں جو لا یسعٰی علیھا۔ کے الفاظ آئے ہیں۔ ان سے بھی انہی معنوں کی تائید و تصدیق ہوتی ہے کیونکہ سعی عربی زبان میں تیز رفتاری کو کہتے ہیں۔ اور یہ امر محتاج تشریح نہیں۔ کہ آج سے دو سو سال پیشتر جبکہ دنیا میں ریل گاڑی یا موٹریں ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔ اونٹوں سے جو کام لیا جاتا تھا وہ آج نہیں لیا جاتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تو اونٹ سے وہی کام لیا جاتا تھا۔ جو آج ہم ریل گاڑی اور موٹروں سے لیتے ہیں۔ پس اس امر میں کسی صحیح العقل انسان کے لئے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ کہ ہمارے اس زمانہ میں ان نو ایجاد سواریوں نے اونٹوں کی جگہ لے لی ہے۔ اور اس طرح پر قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی۔

مسلمانوں کو متقی بنانا

دوسرا اعتراض مولوی صاحب نے یہ کیا ہے ؎ کہ " مرزا صاحب کا قول ہے میں اس غرض سے آیا ہوں۔ کہ مسلمانوں کو اعلیٰ درجہ کا متقی بناؤں جو اللہ کے نزدیک متقی ہیں۔ سخی سرور کے عرس میں جانے والے ہزاروں مسلمان کہاں کے متقی ہیں اسی طرح ملتان میں بہاء الحق کے مزار پر آ کر ناجائز افعال سجدہ۔ طواف۔ استمداد اہل القبور کرنے والے مسلمان کہاں کے متقی ہیں۔ اسی طرح دھونکل۔ تونسہ۔ پاک پٹن وغیرہ میں افعال شرکیہ بدعیہ کرنے والے کہاں کے متقی ہیں۔"

پہلا جواب

اس اعتراض کا پہلا جواب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ تو نہیں لکھا۔ کہ میں ان مسلمانوں کو اعلیٰ درجے کا متقی بنانے آیا ہوں جو میری پیروی نہ کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح جسمانی طبیب اس شخص کے مرض کو دور کر سکتے ہیں۔ جو ان کے پاس آئے۔ ان کی تشخیص کے مطابق نسخہ استعمال کرے اور پرہیز کرے اسی طرح خدا کے انبیاء بھی جو روحانی طبیب ہوتے ہیں اس شخص کی بیماری کو دور کر سکتے ہیں جو ان کے پاس علاج کرانے آئے اور ان کی ہدایات پر چلے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کو جنہوں نے آپ کی غلامی اختیار کی اتقاء کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچایا جس پر پہنچنے والوں کے لئے قرآن مجید میں یہ خوشخبری دی گئی ہے۔ کہ ان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامات نازل ہوتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ۔ ؎

دوسرا جواب

دوسرا جواب اس کا یہ ہے۔ کہ یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ دنیا میں انبیاء کی آمد کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اہل دنیا کا خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرائیں۔ مگر باوجود اس کے امر واقعہ یہ ہے کہ ساری دنیا کے مقابلہ میں وہ بمشکل معدودے چند لوگوں کا خدا سے تعلق پیدا کرا سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم ان کو ناکام نہیں کہہ سکتے۔ ہاں اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراض کو درست تسلیم کیا جائے۔ تو ان سب کو ناکام ماننا پڑتا ہے۔ خصوصاً حضرت مسیح علیہ السلام کو جن کے متعلق مولوی صاحب خود اپنی کتاب جوابات نصاریٰ صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں۔

" حضرت مسیح اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمات الٰہیہ کا مقابلہ کر کے فیصلہ کر لو۔ کہ دنیا میں مفوضہ خدمات میں کامیاب کون ہوا اور ناکام کون ہو یاد نہ ہو تو سنئیے۔ حضرت مسیح دنیا سے گئے تو صرف بارہ یا سولہ آدمی آپ کے فیض سے مستفیض تھے۔ جن میں سے بھی بعض کمزور اور ضعیف الخیال . . . حضرت مسیح کی خدمات بمقابلہ خدمات محمدیہ ایسی ہیں کہ ان کو ناتمام اور ناکمل کہنا بھی ان کی عزت افزائی ہے"

اگر حضرت مسیح ناصریؑ باوجود اس " ناکامی " کے مولوی صاحب کے نزدیک خدا تعالیٰ کے سچے نبی تھے۔ تو پھر ان کے خیال کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی " ناکامی " قابل اعتراض کیوں ہے۔؟

تیسرا جواب

تیسرا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غرض بعثت یہ قرار دی گئی ہے۔ کہ آپ تمام ادیان باطلہ پر دین الٰہی کو غالب کریں۔ چنانچہ فرمایا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اب مولوی صاحب ہی بتلائیں کہ کیا آپ کے اس اصل کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام ادیان باطلہ پر دین الٰہی کو غالب کر دیا۔ کیا بت پرست دنیا سے نابود ہو گئے۔ یا دیگر مذاہب باطلہ مثلاً یہودیت عیسائیت وغیرہ ناپید ہو گئے۔

اصل بات یہ ہے کہ نبی کا کام دنیا کے سامنے صداقت اور خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے ذرائع بیان کرنا ہوتا ہے۔ اور جو لوگ ان کے بیان کردہ صداقت اور تقویٰ کے اصول پر چلتے ہیں وہ کامیاب ہو جاتے ہیں اور جو نہیں چلتے وہ گمراہی

تاریخ اسلام

حضرت فاروقِ اعظمؓ کی شہادت

ابولولوء کی شکایت اور حضرت عمرؓ کا جواب

ایک گزشتہ پرچہ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ نہاوند کی جنگ میں ایک نصرانی غلام ابولولور گرفتار ہو کر مدینہ منورہ میں لایا گیا تھا۔ اور مغیرہ بن شعبہ کے قبضہ میں تھا۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار میں گذر رہے تھے۔ کہ اس نے شکایت کی۔ کہ میرا آقا مجھ سے دو درہم (سات آنہ) یومیہ ٹیکس وصول کرتا ہے۔ جو بہت زیادہ ہے۔ اسے کم کرا دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا۔ کہ تم کیا کام کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ میں آہنگر ہوں اور نجاری کا کام بھی جانتا ہوں۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ ان صنعتوں کے مقابلہ میں یہ رقم کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اس جواب سے وہ بہت برافروختہ ہوا۔ فاروق اعظم نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ کہ میں نے سنا ہے تم ایسی چکی بنانا جانتے ہو۔ جو ہوا کے زور سے خود بخود چلتی رہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو مجھے بھی ایک ایسی چکی بنا دو۔ اس نے جواب دیا۔ کہ ہاں میں آپ کو ایسی چکی بنا کر دوں گا جس کی آواز مغرب و مشرق میں لوگ سن سکیں۔

فاروق اعظمؓ پر بزدلانہ حملہ

اگلے روز یہ ناہنجار ایک خنجر لے کر نماز فجر کے وقت مسجد نبویؐ میں گیا۔ لوگ جمع ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ امامت کرانے لگے۔ یہ بھی نمازیوں کی صف اول میں شامل ہو گیا۔ اور عین حالت نماز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر خنجر سے چھ سات وار پے بہ پے کر دئے۔ ایک زخم زیر ناف لگا جو سب سے زیادہ خطرناک اور مہلک ثابت ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی حالت میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کو پیچھے سے کھینچ کر آگے کھڑا کر دیا۔ اور خود زخمی ہو کر گر پڑے

قاتل کا انجام

قاتل مسجد سے بھاگا۔ اور جن لوگوں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی۔ ان میں سے بھی کئی ایک کو زخمی کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک صحابی کلیب بن ابی بکیر کو شہید کر ڈالا۔ آخر گرفتار ہوا۔ لیکن گرفتار ہوتے ہی خنجر مار کر خودکشی کر لی۔ اور اس طرح اپنے ہاتھوں ہی جہنم رسید ہو گیا۔

نماز پڑھنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسجد سے اٹھا کر گھر لایا گیا۔ جب آپ ہوش میں آئے تو دریافت فرمایا۔ کہ حملہ آور کون تھا۔ اور جب بتایا گیا۔ کہ یہ ایک نصرانی غلام تھا۔ تو آپ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ کہ میں کسی مسلمان کے ہاتھ سے زخمی نہیں ہوا۔ آپ کے زخم کاری تھے اور جو کچھ کھلایا پلایا جاتا۔ وہ سب زخم کے رستہ باہر آ جاتا

خلیفہ کے انتخاب کیلئے کمیٹی

جب حالت نازک ہوتی نظر آئی۔ تو آپ کی خدمت میں صحابہ نے عرض کیا۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح اپنا کوئی جانشین مقرر کر دیں۔ مگر آپ نے کسی شخص کو نامزد کرنے کی بجائے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف۔ حضرت سعد بن وقاص۔ حضرت زبیر بن العوام۔ حضرت طلحہ۔ حضرت علی۔ اور حضرت عثمان پر مشتمل ایک کمیٹی خلیفہ کے انتخاب کے لئے مقرر کر دی۔ اور پھر اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی۔ کہ خلافت کے متعلق اختلاف ہونے کی صورت میں ان میں سے جس کی طرف کثرت ہو۔ اس کے ساتھ شامل ہو جانا۔ اور اگر دونو فریق مساوی ہوں۔ تو جس طرف حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کی رائے ہو۔ اسی طرف تم شامل ہو جانا۔ اس کے آپ نے منتخب ہونے والے خلیفہ کے متعلق بعض نصائح کیں۔

وفات اور تدفین

اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ کو حضرت عائشہ کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ بھیجا۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت عطا فرمائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ یہ جگہ میں نے اپنے لئے تجویز کر رکھی تھی۔ مگر حضرت عمرؓ کی خواہش کو اپنی خواہش پر مقدم کرتی ہوں۔ آپ ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو زخمی ہوئے تھے۔ اور یکم محرم ۲۴ھ کو فوت کر دفن کئے گئے۔ آپ کی خلافت کا زمانہ ساڑھے دس برس ہے۔

فاروق اعظمؓ اور اسلام

حضرت فاروق اعظمؓ فرزندان اسلام کے لئے اپنے زمانہ میں بھی مایہ ناز تھے۔ اور موجودہ مسلمانوں کے لئے بھی مایہ ناز ہیں۔ اور آئندہ نسلیں بھی آپکی ذات پر فخر کریں گی۔ آپکی ذات سے ابتدائی ایام میں اسلام کو طاقت اور قوت حاصل ہوئی۔ اور آپ کے عہد خلافت میں اسے انتہائی عروج حاصل ہوا۔ آپ ایک آئیڈیل مسلمان اور متقی انسان ہونے کے علاوہ زبردست سیاستدان۔ مدبّر۔ جرنیل۔ منتظم۔ اور ماہر اقتصادیات بھی تھے۔ اور ملکی نظم و نسق کے لئے آپکی سکیمیں آج بھی ملکی آئین سازی اور دستور اساسی کے لئے بنیاد کا کام دے رہی ہیں۔ اسوقت دنیا بلحاظ تہذیب و تمدن کمال پر پہونچی ہوئی سمجھی جا سکتی ہے۔ اور ملک گیری کے بہتر سے بہتر اصول وضع ہو رہے ہیں لیکن مختلف ممالک کے دستوروں کو بہ نظر غور مطالعہ کرنے والا انسان اس حقیقت الامر کے اعتراف کے سوا چارہ نہیں دیکھتا۔ کہ تمام آئین ساز اور سیاسی مدبرین آج بھی آپکے بیان کردہ طریقوں سے رہنمائی حاصل کر رہے ہیں

ملکی نظم و نسق میں آپکے وضع کردہ اصول

آپ سب سے پہلے حکمران ہیں۔ جنہوں نے مالیات پر کامل کنٹرول رکھنے کے لئے بیت المال کا علیحدہ صیغہ قائم کیا۔ اور اسکا باقاعدہ دفتر بنایا۔ آپ نے ہی سنہ ہجری کا آغاز کیا۔ پھر آپ نے فوج کے واسطے علیحدہ صیغہ مقرر کیا۔ جس میں ہر سپاہی اور عہدیدار کی سروس کا ریکارڈ رکھا جاتا تھا۔ جیسا کہ آج کل رواج ہے آپ نے رضاکاروں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ ملک کی باقاعدہ پیمائش کرائی۔ اور مردم شماری کرائی۔ ملک میں زراعت کو ترقی دینے کی غرض سے آبپاشی کے لئے نہریں کھدوائیں۔ بصرہ کوفہ۔ فسطاط۔ جیزہ وغیرہ نئے شہر آباد کرائے۔ اسلحہ جات کے سوداگروں کو اپنے ملک میں آنے اور کاروبار کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ جیل خانے قائم کئے پولیس کا محکمہ بنایا۔ دُرّہ کا استعمال جاری کیا۔ رعایا کے احوال سے آگاہ رہنے کے لئے ہر علاقہ میں اپنے پرچہ نویس مقرر کئے۔ راستوں کی اصلاح کی۔ اور کنوئیں۔ مسافر خانے تعمیر کرائے۔ مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے مقرر کئے۔ نماز تراویح باجماعت پڑھنے کا اہتمام کیا۔ جنازہ کی چار تکبیروں پر سب کا اجماع کیا۔ گھوڑوں کی تجارت پر زکوٰۃ مقرر کی وغیرہ وغیرہ

عہد فاروق میں اسلام کی شان و شوکت

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں مسلمانوں کے مفتوحہ علاقہ کے رقبہ کا اندازہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل کیا جاتا ہے۔ ایران روم۔ ایشیائے کوچک۔ بلقان۔ شام۔ مصر فلسطین۔ سوڈان وغیرہ تمام ممالک پر اسلامی پرچم آپ کے عہد میں لہرانے لگ گیا تھا۔ حالانکہ چند سال قبل ہی ایران اور روم کی سلطنتیں اس قدر زبردست تھیں۔ کہ اپنی کامل تباہی کے لئے تیار ہوئے بغیر کوئی بڑی سے بڑی طاقت ان میں سے کسی کے ساتھ ٹکرانے کا خیال بھی دل میں نہ لا سکتی تھی۔ چہ جائیکہ بیک وقت دونوں کے ساتھ نبرد آزما ہو سکتی۔ ان سب کامیابیوں کے ظاہری اسباب میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے تدبر اور معاملہ فہمی کا بہت بڑا حصہ تھا۔ آپ ہر موقع کے لئے اور ہر ادنےٰ و اعلےٰ امر کے لئے اپنے مقرر کردہ افسروں کو ہدایات بھیجتے رہتے۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ آپ کی ہدایات پر عمل کرنا کسی نقصان یا ضرر کا موجب ہوا ہو۔ بلکہ ہمیشہ فلاح اور کامرانی کا باعث ہوا۔ غرضیکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دنیائے اسلام کا ایک ایسا درخشندہ ستارہ تھے۔ جو نہایت روشن ہو کر چمکے۔ اور غروب ہو گئے ؂

انا للہ وانا الیہ راجعون

منگالی ضلع حصار کا واقعہ ہائلہ

مسلمانوں پر ہندوؤں کا قاتلانہ حملہ

ضلع حصار کے موضع منگالی میں گزشتہ ماہ ہندوؤں نے جو ایک منظم سازش کے ماتحت غریب اور بے کس مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں قتل و زخمی کیا۔ اس کے متعلق مختصر سی اطلاع ایک گزشتہ پرچہ میں شائع کی جا چکی ہے۔ اب جناب چودہری مظفر الدین صاحب بی۔ اے۔ نے جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس علاقہ کے مظلوم مسلمانوں کی امداد کے لئے وہاں بھیجا ہوا ہے۔ تفصیلی حالات لکھ کر ارسال فرمائے ہیں جو درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

حصار سے ۹ میل کے فاصلہ پر منگالی کے گاؤں میں مسلمانوں کا قتل اس علاقہ کے غریب مسلمانوں پر ہندوؤں کے مظالم کی ایک ادنیٰ مثال ہے۔ جو ہر صاف دل اور امن پسند انسان کے لئے موجب رنج و تکلیف ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مسلمان جب ۱۷ جون کی شب کو سوئے ہوئے تھے۔ تو ہندوؤں نے رات کی خموشی میں ان پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں خورشید اور آدمی سقہ فوراً مر گئے۔ ذکلا شدید طور پر زخمی ہوا۔ جسکی حالت نازک ہے۔ نیز ظہر علی اور لبیا سقہ کو بہت بری طرح پیٹا گیا۔ اور اگر شور نہ مچ جاتا۔ تو بہت سے مسلمانوں کی جانیں ضائع ہوتیں۔ اس گاؤں کی مالگزاری بنیوں سے متعلق ہے اس میں دو تہائی ہندو اور ایک تہائی مسلمان آباد ہیں۔

اس واقعہ کے اسباب و علل کی تحقیقات کے دوران میں مجھے معلوم ہوا۔ کہ یہاں بھی غریب مسلمانوں کو بے رحمی کے ساتھ ذبح کرنے کی تہ میں گاؤکشی کی داستان ہی نقطہ مرکزیہ ہے۔ مزید برآں معلوم ہوا۔ کہ تحریک عدم تعاون کی ناکامی کے وقت سے جس سے مسلمان نہ صرف خود علیحدہ رہے۔ بلکہ انہوں نے امن قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ ہندو آتش عناد میں کباب ہو رہے ہیں۔ اور انتقامی جذبات سے معمور رہے ہیں۔ اور انہی جذبات کے ماتحت گاؤکشی کا افسانہ تراشا گیا۔ تا مسلمانوں کے خلاف منافرت پیدا کر کے انہیں اس ضلع سے بدر کرنے کے لئے بہانہ تلاش کیا جا سکے۔ اور ضلع حصار میں اسی بنا پر بہت سے مسلمان قتل کئے جا چکے ہیں جس سے ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کے پیش نظر دو امور ہیں۔ اول تو مسلمانوں کو ہندو راج کے منصوبوں میں اپنے ساتھ شامل ہونے پر مجبور کرنا۔ اور دوسرے نظام حکومت کے متعلق لوگوں کے دلوں میں بے اعتمادی اور بے چینی پیدا کرنا۔ اور اس ضلع میں مسلمانوں کے قتل کی وارداتوں کا بغور مطالعہ کرنے والا ان امور کو بآسانی سمجھ سکتا ہے۔

فوری سبب

۱۲ اگست سنہ ۳۲ء کو منگالی میں ایک پنچائت ہوئی۔ جس میں بنئے وشنو جاٹ اور دیگر اقوام کے ہندو بکثرت شامل ہوئے۔ اور فیصلہ کیا گیا۔ کہ مسلمان گاؤکشی چھوڑ دیں۔ اور اس کی تعمیل کے لئے انہیں پانچ یوم کا نوٹس دیا گیا۔ مسلمانوں نے ۱۴ اگست کو مذہبی اور اقتصادی وجوہ کی بنا پر پنچائت کے فیصلہ کی تعمیل سے معذوری ظاہر کی۔ اس پر ہندو بہت بگڑے۔ اور ان کی طرف سے فساد کا صریح احتمال پیدا ہو گیا۔ ایک ہندو پاٹوری نام نے خطرہ کی رپورٹ کی۔ اور ۲۵ اگست کو منگالی میں ایڈیشنل پولیس پہنچ گئی۔ اور حالات پر قابو پا لیا۔ لیکن وہ حالات کے اعتدال پر آجانے کی وجہ سے جلد ہی واپس چلی گئی۔ اس کے تقریباً ایک ماہ بعد ہندوؤں نے ایک اور پنچائت کی۔ اور مسلمانوں کے مکمل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ اور نواحی دیہات کے ہندوؤں پر اس فیصلہ کی پابندی ضروری قرار دی گئی۔ اس سے حالات پہلے سے بھی زیادہ نازک ہو گئے اور ایڈیشنل پولیس کو دوبارہ آنا پڑا۔

متوازی گورنمنٹ

اس مرحلہ پر ایک اہم سازش کی گئی۔ جس کا اس جگہ ذکر صورت حالات کو سمجھانے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس گاؤں کے ہندوؤں نے سیوا سمتی کی آڑ میں اپنی حکومت مرتب کر لی جسکا منشار جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا تھا۔ انہوں نے بعینہٖ گورنمنٹ کی طرز پر اپنے عہدیدار مقرر کئے۔

محکمہ پولیس کا قیام

کہا جاتا ہے۔ کہ پولیس کے حسب ذیل عہدیدار مقرر کئے گئے انسپکٹر جنرل پولیس۔ ڈی۔ آئی جی۔ ایس۔ پی۔ ڈی۔ ایس۔ پی۔ ایس۔ آئی۔ پی۔ ہیڈ کنسٹیبل۔ علاوہ ازیں ۲۵ کنسٹیبل بھرتی کئے گئے۔ جن کے لئے ایک انسٹرکٹر صوبے دار مقرر کیا گیا۔ ایک [illegible] اس کا اسسٹنٹ تھا۔

ایگزیکٹو اور جوڈیشل ڈیپارٹمنٹ

ایگزیکٹو اور جوڈیشل افسروں میں سے دو ڈپٹی کمشنر اسسٹنٹ کمشنر اور ایک ڈپٹی کمشنر مقرر ہوئے۔ منتظمین کی طرف سے ہر ایک محکمہ کی علیحدہ وردیاں مہیا کی گئیں۔ کنسٹیبل سرخپوشوں کی طرز پر باقاعدہ پریڈ کرتے۔ اور نواحی علاقہ میں مسلمانوں کے خلاف شورش پیدا کرتے تھے وہ گویا معصوم بچے تھے جنہیں یہ حرکات کرنے کی عام اجازت ہونی چاہیئے تھی :

مسلمانوں پر حملہ

بعد ازاں ایک ہندو نے جو ایڈمنسٹریشن کا ڈی۔ آئی جی تھا ایک سکیم بنائی۔ اور اپنے رفقاء کار کے ساتھ ایک جلسہ میں مسلمانوں پر ناگہانی حملہ کا فیصلہ کیا۔ اور اسی دن بعد دوپہر مسلمانوں کے محلہ پر لاٹھیوں چھویوں اور فرسیوں سے مسلح ہو کر حملہ کر دیا۔ لیکن اس وقت مسلمان ایڈیشنل پولیس کی مداخلت کی وجہ سے حملہ آوروں سے محفوظ رہے سیوا سمتی کا پروگرام بدستور جاری رہا۔ اور مسلمانوں کے خلاف شورش بڑھتی گئی۔ بالخصوص منگالی کے ایک قریبی گاؤں ملکیری میں ہندوؤں کے جلسہ کے بعد اس میں اضافہ ہو گیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ان کی سرگرمیوں کا رخ بدل گیا۔ انہوں نے منافقانہ رنگ میں مصالحت پر آمادگی کا اظہار کیا۔ جس کے نتیجہ میں ایڈیشنل پولیس واپس بلالی گئی۔ اس کے بعد اگرچہ باقی ہندو قدرے وقتی طور پر پرامن رہے۔ مگر بنیوں نے اپنی خفیہ میٹنگیں جاری رکھیں۔ حتیٰ کہ اس واقعہ ہائلہ کی تاریخ قریب آگئی :

واقعہ ہائلہ

۱۰ جون کی صبح کو ایک شخص ارشد کا لڑکا لنڈا چوک میں ایک مہاجن کی دوکان کے پاس بیل بیچ رہا تھا۔ اس مہاجن سے ایک اور ہندو کے ایما پر جسکا باپ اپنے آپکو ڈی۔ آئی۔ جی سمجھتا تھا۔ اس مسلمان لڑکے کو زدوکوب کیا۔ جس کے باعث لڑکے کے رشتہ داروں نے مہاجن مذکور کو پیٹا۔ مہاجن اپنے چچا کے پاس گیا۔ جو بعض دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر پھر اسی ڈی۔ آئی جی کے پاس پہنچا۔ انہوں نے ایک جلسہ کیا۔ شام کے وقت وہ پھر ایک مکان میں جمع ہوئے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ آخری میٹنگ تھی۔ جس کے نتیجہ میں یہ واقعہ ہوا :

رات کی تاریکی میں ہندوؤں نے بلموں اور فرسیوں وغیرہ سے مسلح ہو کر مسلمانوں پر جو سو رہے تھے حملہ کر دیا۔ اور خورشید و آدمی سقہ کو ہلاک کر دیا۔ جنہیں بلم اور فرسی کے متعدد زخم پہنچائے گئے ذکلا۔ ایک پندرہ سالہ مسلم لڑکا بیدار ہو گیا۔ اور شور مچانے لگا۔ لیکن فرسی کا زخم کھا کر بیہوش ہو کر گر گیا۔ اس کی حالت نازک تھی۔ اگرچہ وہ فوری ہلاکت سے بچ گیا۔ اسے سول ہسپتال حصار پہنچایا گیا۔ اس گروہ کے پیچھے جب شور شروع ہوا۔ تو یہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر سر پر پاؤں رکھ کر مختلف سمتوں میں بھاگا۔ ان میں سے ایک پارٹی نے ظہر علی۔ اور لبیا سقہ پر جو ان کے رستہ میں تھے۔ حملہ کیا۔ اور انہیں خوب مارا

[illegible] ایک اہم

بدقسمتی سے ضلع حصار میں مسلمانوں کے قتل کے واقعات میں بعض ایسی باتیں رونما ہو جاتی ہیں۔ جو لازماً تفتیش پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اب یہ خیال کیا جا رہا ہے۔ کہ بنیئے اس قدر دلیر نہیں۔ کہ بلموں اور فرسیوں سے مسلح ہو کر حملہ کریں۔ اور کسی کو قتل کر دیں۔ مگر جو لوگ انہیں یہ رعایت دیتے ہیں۔ وہ اس امر واقعہ کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں کہ بنیوں اور انکے ساتھیوں نے روز روشن میں مسلمانوں پر حملہ کر دیا تھا جسے اڈیشنل پولیس نے روکا۔ ہم حکام بالا کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے خیالات نے کہ ڈاکو آئے۔ اور قتل کر گئے۔ بڈھلاڈا کے واقعہ ہائلہ کی ابتدائی تفتیش کا ستیاناس کر دیا تھا۔ اور اسی وجہ سے بڈھلاڈا کے بنیوں کو اس سازش سے جس میں ان کی شمولیت واضح تھی علیحدہ سمجھ لیا گیا تھا: کیا ہم امید رکھیں۔ کہ حکومت ان واقعات کی طرف توجہ کرے گی۔ جو لاء اینڈ آرڈر کے نام سے ضلع حصار میں رونما ہو رہے ہیں اور کیا وہ مسلمانوں کو ہندوؤں کے پنجہ ستم سے مخلصی دلانے کی کوشش کرے گی :

نظارت بیت المال کے اعلانات

جماعت احمدی پور کی قابل تعریف کوشش

انجمن احمدیہ احمدی پور نے ماہ مئی کا چندہ بمقابلہ بجٹ ماہواری معینہ کے مبلغ للعہ داخل کرایا ہے۔ گویا ۱۳/ سے زیادہ بھیجے ہیں۔ اس جماعت میں مندرجہ ذیل احباب نے جو پہلے بے شرح چندہ دیتے تھے۔ اب باشرح چندہ دینا شروع کر دیا ہے۔ منشی اللہ دتہ صاحب پوسٹمین۔ منشی عبد الغنی صاحب چوہدری غلام رسول صاحب۔ محمد صدیق صاحب۔ اس جماعت کے چندہ کی فراہمی کے لئے محمد صادق صاحب سیکرٹری مال اور عبد المغنی صاحب پریذیڈنٹ خاص طور پر کوشش کرتے ہیں امید ہے آئندہ بھی اسی طرح اپنی کوشش جاری رکھینگے۔

سہارنپور کے احمدیوں میں بیداری

جماعت احمدیہ سہارنپور میں کچھ دوست چندہ کی ادائیگی میں باقاعدہ نہ تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فرمان کے ماتحت ان میں بیداری پیدا ہو رہی ہے چنانچہ سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ سہارنپور اطلاع دیتے ہیں کہ احباب جماعت نے باشرح چندہ ادا کرنا شروع کر دیا ہے اور بعض نے بقایا سالگذشتہ بھی ادا کر دیا ہے۔

ایک معزز نومبائع کی طرف سے چندہ کی ادائیگی

سلسلہ میں جو نئے اصحاب داخل ہوتے ہیں۔ ان سے چندہ کے مطالبہ میں بعض اصحاب اس وجہ سے ہچکچاتے ہیں۔ کہ ان کے لئے چندہ کا مطالبہ شاید ناقابل برداشت ہو۔ لیکن یہ غلطی ہے۔ خدائی سلسلہ میں جب کسی کو داخل ہونے کی توفیق ملتی ہے۔ تو ساتھ ہی ایمانی طاقت اور قوت بھی عطا ہوتی ہے لوگ ان کی پہلی زندگی پر قیاس کر کے قوت ایمانی کا اندازہ کرتے ہیں۔ حالانکہ جو سلسلہ احمدیہ کو اچھی طرح سمجھ کر قبول کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے صداقت قبول کرنے کی وجہ سے ایک نیا عرفان نئی زندگی اور نیا ایمان اسے حاصل ہوتا ہے۔ جو ہر ایک قربانی کے لئے آمادہ کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احمدی جماعت گو اپنی تعداد کے لحاظ سے قلیل ہے۔ لیکن اپنی قربانیوں کے لحاظ سے دوسرے مسلمانوں پر اسے تفوق حاصل ہے۔ اس وقت میں اپنے ایک معزز بھائی شاہ شکیل احمد صاحب مسلم ہوسٹل پٹنہ کالج کے ایک خط کا اقتباس پیش کرتا ہوں۔ یہ صاحب جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نے اس سال جلسہ سالانہ پر بیعت کی ہے۔ گو میں نے ایک ماہ کا چندہ بھیجا تھا۔ لیکن میں باقاعدگی سے ادا نہ کرتا تھا۔ کیونکہ ہم کو چندہ کی اہمیت معلوم نہ تھی۔ لیکن اب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا چندہ کے متعلق خطبہ پڑھنے کے بعد چندہ نہ بھیجنا گناہ سمجھتا ہوں انشاء اللہ چندہ بلا ناغہ بھیجا کرونگا۔ اپریل سے جولائی تک کا چندہ ارسال ہے۔ دعا کیجئے۔ کہ میں آئندہ چندہ بھیجنے میں کوتاہی نہ کروں۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا سچے معنوں میں حق دار بن سکوں "۔

ان کی طرف سے ماہ اپریل سے جولائی تک کا چندہ موصول ہو چکا ہے۔ دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کے اخلاص کو قبول فرمائے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

ضلع ملتان کے احمدیوں کی تنظیم

شیخ فضل الرحمن صاحب اختر نے ملتان کے ضلع کا دورہ کر کے کروڑ لیکا سکندر آباد۔ اور میلسی کے علاقہ کے سترہ اصحاب کے پتے بھیجے ہیں۔ نیز سکندر آباد۔ میلسی اور لودہراں کے ۲۵ اصحاب کے ناموں پر مشتمل بجٹ بھی بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی قبول فرمائے۔ ان کی بڑی کوشش یہ ہے۔ کہ ضلع ملتان کے احباب کی ایک انجمن ضلع قائم ہو جائے۔ تا ملتان کے سب احمدی آپس میں تعارف و ملاقات رکھنے کی نعمت سے متمتع ہوتے رہیں۔ اور تبلیغ و تربیت جماعت میں متحدانہ کوشش کر سکیں۔ یہ سعی قابل قدر ہے۔ امید ہے کہ جو احباب موجودہ انتشار کی حالت کے ناگوار اثر کے نیچے ہوں۔ وہ شیخ صاحب موصوف کی سعی میں شریک ہونگے۔ جماعت ملتان نے عرصہ ہوا۔ ایسی جماعت کے قائم کرنے کا ریزولیشن پاس کیا تھا۔ اب اگر کسر ہے تو دوسری جماعتوں اور افراد کے شامل ہونے کی ہے جو میرے خیال میں بہت جلد پوری ہو جانی چاہیئے۔ جب تک مختلف احباب خود پیش قدمی نہ کرینگے۔ اور اطلاع نہ دینگے۔ کہ وہ اس سعی میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ اس وقت تک انجمن ضلع کا قیام مشکل ہے۔ پس میں احباب ضلع ملتان سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے مشوروں سے بہت جلد مطلع فرماویں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

ایک آنریری انسپکٹر بیت المال کی کارگذاری

ڈاکٹر کریم الدین صاحب میڈیکل افسر نبیہ ضلع گجرات۔ آنریری انسپکٹر بیت المال نے جماعت کھاریاں کا نہایت اچھا معائنہ کیا۔ اور مختصر رپورٹ میں تمام ضروری امور نوٹ کر دئے۔ مجھے امید ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے حسن انتظام اور مناسب تدابیر سے تحصیل جماعت کھاریاں کی امداد کر کے اس کی کمزوری بہت جلد رفع کرنے میں کامیاب ہو سکینگے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

چندہ کشمیر کے متعلق بیرونی جماعتوں سے گذارش

ہندوستان کی جماعتیں بفضل خدا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر چندہ کشمیر کے متعلق سرگرمی کا اظہار کر رہی ہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ بیرون ہند کی جماعتیں بھی اس طرف فوری توجہ فرمائیں۔

مندرجہ ذیل احباب کو خاص طور پر مخاطب کیا جاتا ہے کہ وہ اس کار خیر میں سرگرمی دکھائیں۔

جماعت آبادان۔ مرزا برکت علی صاحب امیر جماعت نیروبی ڈاکٹر عمر الدین سید معراج الدین صاحبان۔ کمپالہ ڈاکٹر فضل الدین صاحب امیر جماعت۔ ممباسہ۔ بابو اکبر علی خان صاحب ماریشس۔ حافظ جمال احمد صاحب۔ بغداد۔ سید معراج الدین صاحب بٹورہ۔ بابو محمد جمیل صاحب۔ دارالسلام۔ جناب عبد الکریم صاحب بٹ۔ ٹانگا۔ بابو محمد جمیل صاحب۔ جنجہ۔ بابو عبد الحی صاحب زنجبار۔ ڈاکٹر محمد شاہ نواز خان صاحب۔ آسٹریلیا۔ مولوی شیر محمد صاحب۔ لیک منگاڈی۔ ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب۔ ڈاکٹر محمد یوسف خان صاحب۔ پٹرز برگ امریکہ۔ ابو العطا مولانا اللہ دتا صاحب حیفا۔ ڈاکٹر احمد الدین صاحب برداد بمبو۔ بابو محمد یوسف صاحب۔ مغربی افریقہ حکیم فضل الرحمن صاحب جاوا و سماٹرا میں مولوی رحمت علی صاحب۔ مولوی محمد صادق صاحب سمبس۔ بابو غلام حسین صاحب۔

احباب کرام سے یہ بھی درخواست ہے کہ براہ مہربانی اپنے کام کی رپورٹ بھی ارسال فرماتے رہیں۔

خاکسار۔ برکت علی خان فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ۔ قادیان

ایک قابل امداد بھائی

ضلع سیالکوٹ کے ایک مخلص احمدی معزز زمیندار بھائی قرضہ سے بہت زیر بار ہو گئے ہیں۔ ان کی ملکیت میں زمین کا ایک بڑا رقبہ ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ اور چھ سات مربعہ جات علاقہ سرگودہا میں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ اس میں سے کچھ حصہ زمین کا فروخت کر کے قرضہ سے سبکدوش ہو جائیں۔ مربعہ جات گھوڑی پال ہیں۔ چار گھوڑیاں ہیں۔ الگ الگ گھوڑی فروخت کرنے کی گورنمنٹ سے اجازت نہیں۔ اگر کوئی دوست ان زمینوں میں سے کوئی خریدنا چاہتے ہوں۔ تو اطلاع دیں۔ اس میں انشاء اللہ خریدنے والے اصحاب کو بھی فائدہ ہوگا۔ اور مقروض بھائی کو بھی قرض سے نجات ہو جائیگی۔ خریدار صرف زراعت پیشہ احباب ہو سکتے ہیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

کیا اب بھی آپ دلکشا ہیئر آئل (رجسٹرڈ)

استعمال نہ کرینگے۔ جس کی تعریف میں ہر جگہ سے خطوط آرہے ہیں۔

۱۔ مکرمی عبدالمجید خان صاحب ٹانک سے تحریر فرماتے ہیں۔ براہ مہربانی دلکشا ہیئر آئل کی سات شیشیاں بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ اس کے قبل میں نے آپ سے چار شیشیاں منگوائی تھیں۔ جن میں سے دو میں نے کسی دوست کو تحفتہً دیدی تھیں۔ باقی دو میں نے خود استعمال کیں۔ بہت ہی مفید پائیں۔ ۲۔ زبیدہ بانو بیگم صاحبہ اٹاوہ یو۔پی سے تحریر فرماتی ہیں۔ ماہ گذشتہ میری ایک سہیلی نے تحفتہً دلکشا ہیئر آئل کی ایک شیشی بھیجی۔ اشتہار تیلوں کا تلخ تجربہ میں اٹھا چکی تھی۔ اس لئے دلکشا ہیئر آئل کو استعمال کرنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ کہ میری سہیلی نے بے حد تعریف لکھ کر مجھے استعمال کرنے پر مجبور کیا۔ میں نے دلکشا ہیئر آئل کو استعمال کر کے بہت فائدہ حاصل کیا۔ سر درد رفع ہوگیا۔ اور خشکی جاتی رہی۔ براہ کرم ایک شیشی دلکشا ہیئر آئل کی جلد مرحمت فرما کر ممنون فرمایئے۔ ۳۔ خداداد خان صاحب پولیس انسپکٹر مین پوری سے تحریر فرماتے ہیں۔ دلکشا ہیئر آئل کی ایک شیشی آپ سے منگوائی تھی۔ جس کے استعمال سے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس دفعہ دو شیشیاں تیل کی روانہ فرمائیں۔ آپ کے دلکشا ہیئر آئل سے بڑھ کر بالوں کی حفاظت کرنے والا۔ ان کو گرنے سے بچانے۔ لمبے۔ ملائم اور مضبوط کرنے والا اور کوئی تیل نہ پائیں گے۔ یہ تیل دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ دائمی سر درد اور زکام کو دور کرتا ہے۔ آپ ضرور آزمائش کریں۔ قیمت فی شیشی ۴ اونس ایک روپیہ۔ فی پاؤ ۲ علاوہ پیکنگ و محصولڈاک۔

سرمہ نورانی

آنکھوں کی جملہ امراض کے لئے اکسیر ہے۔ ککروں کو جڑ سے اکھاڑ تا ہے۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت فی تولہ ۲ ۔ اس کے متعلق شہادتیں موجود ہیں۔ جو کہ درخواست آنے پر بھیجی جا سکتی ہیں۔ ہمارے کارخانہ کے عطر بھی قابل آزمائش ہیں۔

مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان پنجاب

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

آئندہ آفیشل ٹائم ٹیبل کے ماہوار ایڈیشن کے بجائے مروجہ ٹائم ٹیبل کے سستے ایڈیشن سہ ماہی شائع ہوا کرینگے۔ یعنی جنوری۔ اپریل۔ جولائی اور اکتوبر کی پہلی تاریخوں کو

ٹائم اینڈ فیئر ٹیبل یکم اپریل اور یکم اکتوبر کو ششماہی شائع ہوا کرے گا۔

سہ ماہی اشاعت پہلے مہینہ کی ۲۵ اور ٹائم اینڈ فیئر ٹیبل ۱۵ تاریخ کو فروخت کے لئے موجود ہوا کرے گا۔

ہیڈ کوارٹرس آفس لاہور
۱۷ جولائی ۳۳ء

چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

شمیم جہیز سٹور دہلی

اگر پردے کا لحاظ اور آنے جانے اور چلنے پھرنے میں آسانی چاہتی ہو۔ تو مندرجہ ذیل برقعے جنکی قیمتیں حسب ذیل ہیں پہنا کرو۔ برقعہ بغدادی۔ برقعہ مصری۔ برقعہ شرعی۔ ٹسری سلک ۲۲ روپے۔ الپکا ۳۰ روپے۔ ایلین ۱۵ روپے۔ نیا ۱۲ روپے۔ لٹھہ ۱۰ روپے۔ اس کے علاوہ کامدانی دوپٹے۔ زردوزی کا کام شلوار و نکی موریاں۔ ساریاں۔ اس میں بنارسی۔ ٹسری جمپرز۔ ٹپے کی گوٹ۔ بیک۔ فیتے۔ کرن۔ محرم۔ کٹاؤ اور کیکری کے خوان پوش۔ پلنگ پوش۔ میز پوش۔ اور تمام جہیز کا سامان بذریعہ وی پی روانہ کیا جاتا ہے۔ فرمائش پر رنگ۔ ڈیزائن۔ جسامت اور پیمائش سے مطلع فرمایا جائے۔ باقی حالات و معاملات بذریعہ خط و کتابت طے کئے جا سکتے ہیں۔ اے ایم شمیم مالکہ شمیم جہیز سٹور تراہا بہرام خاں کوچہ تلر اچند دہلی

کلّ داءٍ دواءٌ

میں اشتہاری حکیم نہیں میرا مقصود ہمدردئے خلائق ہے۔ میں عرصہ ۲۲ سال سے مسلول و مدقوق بیماروں کا معالج ہوں۔ اس وقت مسمی محمد خاں موضع نورنگ تحصیل کھاریاں بیمار سل خدا کے فضل سے صحتیاب ہو کر چل پھر رہا ہے جسے ڈاکٹروں نے چند روز کا مہمان قرار دیدیا تھا۔ یہ ہے صداقت حدیث نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا زندہ ثبوت جو صاحب چاہیں مجھ سے فائدہ اٹھائیں۔ بذریعہ خط و کتابت۔ خاکسار۔ حکیم محمد قاسم قریشی احمدی ازالہ موہلی (گجرات)

زراعتی آلات و دیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ آہنی خراس۔ بیل چکی اینشکر کے بیلنے جات۔ انگریزی ہل۔ چارہ کترنے (چاف کٹرز) بادام روغن نکالنے قیمہ بنانے چونہ پیسنے۔ چاولوں اور سیویاں کی مشینیں دستی پمپ زراعتی و دیگر مشینری اعلیٰ اور بارعایت خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست بلاقیمت طلب فرمایئے۔ ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔ اصلی و اعلیٰ مال ملیگا۔ نرخ مناسب ہیں پتہ

ایم اے رشید اینڈ سنز انجنیرز بٹالہ پنجاب

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا بالکل آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔ قیمت معہ محصول صرف ۱ روپیہ

مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

ضرورت رشتہ

ایک معزز خاندان کے احمدی دوست عمر ۳۲ سال جو کہ گورنمنٹ آف انڈیا میں ۲۷۰ روپے ماہوار تنخواہ کے مستقل ملازم ہیں۔ ضرورت شرعی کے ماتحت نکاح ثانی کے خواہشمند ہیں۔ مستقل سکونت کیلئے قادیان میں زمین بھی خریدی ہوئی ہے۔ موجودہ بیوی سے تین خورد سال بچے ہیں۔ لڑکی کنواری یا کم عمر بیوہ خوبصورت اور تعلیم یافتہ ہو۔ امور خانہ داری سے بخوبی واقف ہو۔ خط و کتابت ذیل کے پتہ پر کریں۔ ن۔ح معرفت شیخ عبدالحکیم احمدی ہیڈکوارٹر رائل ایرفورس شملہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کانگریس کے آئندہ پروگرام کے متعلق ۱۸ جولائی کو گاندھی جی نے ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ مسٹر اینے عنقریب ایک بیان شائع کرینگے جس میں بتایا جائے گا۔ کہ تحریک سول نافرمانی کو اجتماعی حیثیت سے ترک کر دیا جائے۔ اور انفرادی طور پر جاری رکھا جائے۔ آپ نے کہا کہ تمام کانگرسی جماعتوں اور خفیہ کارروائیوں کا سلسلہ روک دیا جائیگا۔ کیونکہ ان سے کام میں مزاحمت پیدا ہوتی ہے۔ وائسرائے کے جواب سے ایسی صورت حالات پیدا ہو گئی ہے۔ جو خطرات اور مہالک سے پُر ہے۔

گاندھی جی ۱۸ جولائی کو پونا سے سابرمتی آشرم روانہ ہو گئے۔ تا وہاں رہنے والوں سے ملاقات کر سکیں۔ آپ نے کہا کہ اگر جیل جانے سے قبل میں ان لوگوں کو نہ مل سکا۔ تو مجھے بہت افسوس رہیگا۔ میرا قید ہونا بالکل یقینی امر ہے۔

وائسرائے کے جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے گاندھی جی نے کہا کہ اس جواب نے نہایت افسوسناک صورت حالات پیدا کر دی ہے۔ حکومتیں تو ان باغیوں سے بھی صلح کی گفت و شنید کرتی ہیں۔ جو سرتاپا مسلح ہوں۔ اور ہم تو تشدد سے محترز ہیں۔ آپ نے کہا میں پیشگوئی کرتا ہوں۔ کہ جو چیز آج ناممکن ہے وہ کل ممکن ہو جائے گی۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کل کب آئیگا۔ مگر اس کی آمد کا پورا پورا یقین ہے۔

گاندھی جی کو لنڈن سے سر سیرو۔ مسٹر جیکر اور بعض دوسرے لوگوں کی طرف سے تار موصول ہوا ہے۔ کہ یہاں آپ کے احباب وائسرائے کے ساتھ آپ کی ملاقات کے امکانات پیدا کرنے کی سعی میں سرگرم ہیں۔ آپ اپنے مطالبہ میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔

مارننگ پوسٹ لنڈن نے ایک سنسنی خیز بیان شائع کیا ہے کہ صوبجاتی خود مختاری کے نفاذ کے ساتھ ہی حکومت برطانیہ مرکزی فیڈریشن کی سکیم کو ترک کرنے پر مجبور ہوئی ہے اب اس کا ارادہ ہے کہ اسے کسی آئندہ موزوں وقت تک ملتوی کر دیا جائے۔ ہاں ہندوستانی وفد کے پاس خاطر سے محکمہ پولیس کو سوائے دہشت پسندانہ جرائم کی انچارج برانچ کے تمام شعبۂ محکمہ منتقلہ بنا دیا جائے گا۔

ہاؤس آف کامنز میں ۱۸ جولائی کو اخراجات کے بل پر بحث کے دوران میں وزیر ہند نے ہندوستان کی سیاسی صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہم کئی دفعہ اعلان کر چکے ہیں۔ کہ ہم کانگرس کے ساتھ صلح کی گفت و شنید کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور آج بھی ہم اس اعلان پر قائم ہیں گاندھی جی سول نافرمانی کا ہتھیار اور اس کے استعمال کا حق اپنے لئے مخصوص رکھ کر حکومت سے گفت و شنید کرنا چاہتے ہیں لیکن میں پھر اعلان کرتا ہوں۔ کہ کانگرس کے ساتھ کوئی سودا نہیں کیا جا سکتا۔ گاندھی جی کے نام وائسرائے کا تار پڑھ کر سناتے ہوئے آپ نے کہا کہ اسے برٹش گورنمنٹ کی پوری پوری تائید حاصل ہے۔

انڈیا آفس نے ۱۸ جولائی کو ایک بیان شائع کیا ہے جس میں اس خبر کی تردید کی گئی ہے کہ برٹش گورنمنٹ فیڈریشن کے بارہ میں تبدیلیاں پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اگرچہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ صوبجاتی خود مختاری اور مرکزی فیڈریشن کے نفاذ کے درمیان کتنا وقفہ ہو۔ فیڈریشن کے قیام کا دارومدار فنانشل حالت پر ہے۔ اور اس کی ایک لازمی شرط یہ ہے کہ ریاستوں کی ایک خاص تعداد اس میں شامل ہونے پر تیار ہو۔

پنجاب میونسپل امنڈمنٹ بل جو گذشتہ ماہ اپریل میں پنجاب کونسل میں منظور ہوا تھا۔ اور جسے گورنر کی منظوری حاصل ہو گئی ہے، ۱۷ جولائی ۱۹۳۳ء سے پنجاب میں نافذ ہو گیا ہے۔

حکومت بہاولپور نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک مقامی بار بنائی جائے۔ جس میں صرف وہ لوگ شامل کئے جائیں۔ جو ریاست کے حقیقی باشندے ہونگے۔ بار میں شامل ہونیکے خواہشمندوں سے درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔

سر آغا خان کے اعزاز میں ۲۱ جولائی کو ہندوستان کے تمام مندوبین کی طرف سے لنڈن میں "ایٹ ہوم" دیا جائیگا۔ غیر مسلم برطانوی اور ریاستوں کے مندوبین بھی اس میں شرکت کرینگے۔

بلدیہ سری نگر نے بازاری عورتوں کو شہر کے مرکز سے نکال کر ایک کونے میں منتقل کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیر بلدیات نے اس تجویز کو منظور کر لیا ہے۔

احمد آباد میونسپلٹی کو حکومت تعلیمی مد میں بطور امداد ۵½ لاکھ روپیہ دیا کرتی تھی۔ لیکن ۱۹۳۰ء میں کانگرسی مظاہرہ پر میونسپلٹی کے تمام سکول دس روز تک بند رکھے گئے تھے۔ اس لئے حکومت نے یہ امداد روک دی۔ ۲۰ جولائی کو ایک جلسہ میں بلدیہ نے حکومت کے خلاف اس رقم کو حاصل کرنیکے لئے قانونی چارہ جوئی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

دول اربعہ کا معاہدہ جو سائنیر مسولینی کی کوششوں سے مرتب ہو رہا تھا۔ ۱۷ جولائی کو روم میں اس پر دستخط ہوئے۔ دستخط کرنے والوں میں اطالیہ۔ برطانیہ۔ فرانس اور جرمنی کے نمائندگان تھے۔ اس کے ذریعہ آئندہ دس سال کے لئے گویا قیام امن کا تحفظ کیا گیا ہے۔

ایتھنز کے برقی پیغامات مظہر ہیں۔ کہ یونان میں عظیم الشان انقلاب رونما ہونے والا ہے۔ جس کی وجہ سے حکومت اور ملوکیت پسندوں میں اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔ اور ملوکیت پسندوں کے نمائندگان کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ اہم غیر ملکی حکومتوں کی رائے یونان میں ملوکیت کی دوبارہ بحالی کے متعلق معلوم کریں۔

لارڈ لائڈ نے ۱۸ جولائی کو لنڈن میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستان کی حالت کے متعلق حکومت کو جو اطلاعات آتی ہیں۔ اگر انہیں ظاہر کیا جائے۔ تو معلوم ہو۔ کہ انارکزم صرف بنگال میں ہی نہیں بلکہ ہر جگہ موجود ہے۔

پنجاب کونسل کے ہندو اور سکھ ممبران فرقہ وار تصفیہ کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہوئے اجلاس سے واک آؤٹ کر گئے تھے۔ اور کونسل کی کارروائی میں آئندہ کوئی حصہ نہ لینے کا اعلان کیا تھا۔ اب راجا نریندر ناتھ کی طرف سے انہیں مشورہ دیا گیا ہے۔ کہ وہ آئندہ اجلاس میں ضرور شامل ہوں کیونکہ اس میں جدید فرقہ وار فارمولا پر بحث ہو گی۔

گاندھی جی ۱۹ جولائی کو سابرمتی آشرم میں پہنچ گئے آپ نے وزیر ہند کی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میرے لئے وائسرائے کے تار کی طرح یہ بھی ایک تعجب انگیز اور تکلیف دہ چیز ہے۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا۔ جب کبھی مجھے ذرا بھی موقعہ ملیگا میں وائسرائے کا دروازہ کھٹکھٹانے سے دریغ نہ کرونگا۔ لیکن جہاں تک حکام کا تعلق ہے۔ ان کی طرف سے صلح کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ وجہ یہ کہ وہ چاہتے ہیں کانگرس سول نافرمانی سے بالکل دستبردار ہو جائے۔ مگر کانگرس کبھی ایسا نہ کرے گی۔

دار العوام میں معاملات ہند پر بحث کے دوران میں نائب وزیر ہند نے اعلان کیا۔ کہ اگر گاندھی جی سمجھتے ہیں کہ پونا کانفرنس کے متعلق اخبارات کی شائع شدہ رپورٹوں پر وائسرائے کو اعتبار کر کے ان کے تار کا جواب نہیں دینا چاہیئے تھا۔ تو انہیں چاہیئے کہ ان رپورٹوں کی تردید کرائیں اور ان کی تردید پر مناسب توجہ دی جائے گی۔ گاندھی جی نے اسکے متعلق کہا ہے کہ سب اخبارات کی تردید کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ نیز ایک موقعہ پر یہ بھی کہا کہ میں نے تو کئی دنوں سے اخبارات کو اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ کہ ان میں کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبال وغیرہ نے جو کمیٹی قائم کی تھی۔ جمعیۃ العلما